رفتہ رفتہ عربی کے الفاظ زیادہ مقبول اور مستعمل ہوتے جا رہے ہیں۔ پہلے عربی الفاظ اور دخیل الفاظ میں مقابلہ تھا اب عربی مترادفات میں مقابلہ ہے اور الفاظ کے اس تنازع للبقاء میں اصلح الفاظ کامیاب ہوتے جا رہے ہیں چنانچہ:

الماتش	(MATCH) کی جگہ	المباراة	اللوکاندا، الاوتیل	(HOTEL) کی جگہ	الفندق
البولیس	(POLICE) "	الشرطة			
الاوتوموبیل	(AUTOMOBILE) "	السیارة	الجول	(GOAL) "	الهدف
الجورنال	(JOURNAL) "	الجریدة	الریفری	(REFERY) "	الحکم
الاجزاخانہ	(PHARMACY) "	الصیدلیة	کارت	(CARD) "	بطاقة
الوابور	(ENGINE) "	القطار	کوبون	(COUPON) "	قسیمة
			الساندوتش	(SAND WITCH) "	الشطیرة

اسی رجحان کی دلیل ہے۔

مجمع کی مقرر کردہ اصطلاحات کے بارے میں بار بار یہ سوال کیا جاتا رہا اور یہ سوال تھا بھی اہم کہ ان اصطلاحات اور ان تمدنی الفاظ کی قدر و قیمت کیا ہے؟ اور اس سلسلہ میں مصر اور دیگر بلاد عربیہ کے علماء جو کاوشیں کر رہے ہیں ان کا حاصل کیا؟ کیا حکومت انھیں لازمی قرار دے یا انھیں لوگوں کے اختیار پر چھوڑ دیا جائے؟ اس سلسلہ میں ارکین مجمع کا تقریباً اتفاق رہا ہے کہ اجباری اور لازمی قرار دیئے جانے سے بہتر ہے کہ اسے استعمال کرنے والوں کے اختیار اور آزادی استعمال پر چھوڑ دیا جائے۔ صحافت اور عوام نے شروع میں مجمع کو مزاح اور طعن و تشنیع کا نشانہ بنایا مگر آہستہ آہستہ اہل زبان اور صحافت و عوام اسے قبول کرنے لگے۔ بلکہ اب تو مشرق و مغرب کے علمی اداروں میں بھی یہ رواج پا رہے ہیں۔ اکثر ادارے اپنی ضرورتوں کے مطابق مجمع سے اصطلاحات کے متعلق استفسار کرتے رہتے ہیں۔

اصطلاحات کے سلسلہ میں یہ ذکر کرنا ضروری ہے کہ اصطلاحات اور تمدنی الفاظ وضع

کرنے کی کوششیں اکثر عربی ممالک میں ہو رہی ہیں۔ نشر و اشاعت کے ادارے، صحافت، مجمع اور اہل علم (اپنے اپنے طور سے) سب ہی جد و جہد کر رہے ہیں۔ اس کا لازمی نتیجہ ہے کہ ایک چیز کے لئے کئی عربی نام ہیں اور یہ ملکوں اور علاقوں کے ساتھ بدلتے رہتے ہیں۔ اسی کے پیش نظر یہ ضرورت محسوس ہوئی کہ اصطلاحات اور خصوصاً سائنس کی اصطلاحات سب ہی ممالک میں یکساں ہوں جس سے ترجمہ، تعلیم اور نشر و اشاعت میں آسانی ہو۔ جامعۃ الدول العربیۃ (ARAB LEAGUE) کے زیر اہتمام الادارۃ الثقافیۃ نے اور المؤتمر العلمی العربی نے اس سلسلہ میں مستحسن کوششیں کی ہیں۔ زیادہ توجہ اس بات پر صرف کی گئی کہ کم از کم ثانوی تعلیم تک تمام علمی اصطلاحات یکساں ہوں اور ہر ملک میں لازمی طور سے ان کا استعمال ہو۔ اعلیٰ تعلیم کے معیار پر اصطلاحات کو یکساں کرنے کی کوشش بھی کی جا رہی ہے۔

نحو و صرف اور املا کو آسان بنانے کے سلسلہ میں مجمع اس قرارداد پر کاربند رہا ہے کہ ایسی تمام تجاویز جو زبان میں بنیادی تبدیلیاں پیدا کریں یا اس کی بناوٹ اور ترکیب بدل دیتی ہوں قابل قبول نہیں۔ ہاں ضرورت اس بات کی ہے کہ زبان کے قواعد کو آسان بنایا جائے۔ یہ قرارداد ۱۹۴۵ء میں طے کی گئی تھی اور عام طور سے علماء عرب کا اس پر اتفاق رہا۔

یہاں چند باتوں کی وضاحت ضروری ہے:

(۱) نحو کی مفصل اور مطول کتابوں میں جو "تحقیقات" اور بحثیں ہیں وہ زبان کی خوبیوں کو اجاگر کرنے، اسالیب کی باریکیوں کو سمجھنے اور اس کی ترکیب اور بناوٹ کے حسن کو پرکھنے کے لئے ہیں اس لئے انھیں بذات خود ایک علم قرار دیا جاتا ہے اور زبان کے ماہرین کے لئے اس کا میدان وسیع ہے۔

(۲) اکثر ممالک میں آج کا طالب علم عربی زبان کو غیر ملکی زبان کی طرح سیکھنے والا ہے اور ایسے طلباء ان نحوی موشگافیوں اور دبستانِ نحو کے اختلافات کے متحمل نہیں ہو سکتے۔ جس ذہن کی یہ پیداوار ہیں وہ آج سے کئی صدیوں پہلے کا ذہن تھا۔ اب سوچنے سمجھنے کے اسلوب بدل چکے ہیں۔ زمانہ کی تیز رفتاری آج کسی زبان کو سیکھنے میں اتنی دقتوں کو گوارا نہیں کر سکتی۔

زبانوں کی تعلیم و ترویج میں جو ریسرچ ہوئے ہیں اور انھیں جس طرح آسان اور قابلِ قبول بنایا جارہا ہے اس طرز پر عربی کی تعلیم کو بھی عام کرنا اہم مسئلہ ہے نحو و صرف کو بذات خود پڑھنے اور اس میں تخصص کرنے والے بہت کم ہیں۔ اکثریت کے لئے گرامر تو زبان سیکھنے کا وسیلہ ہے تعلیم کی نشر و اشاعت بلکہ بعض ممالک میں ابتدائی تعلیم کا لازمی ہونا اس بات کا متقاضی ہے کہ نحوی صعوبتوں کو آسان کیا جائے۔ تعلیم کو آسان بنا کر جتنا وقت ہم بچا سکیں گے طالب علموں اور استادوں کی عمر میں اتنا ہی اضافہ کر سکیں گے اس اہم حقیقت کو ہمیں فراموش نہ کرنا چاہیئے۔

(۲) لیکن یہ بھی ضروری ہے کہ قواعدِ زبان میں ایسی تبدیلیاں نہ ہوں جو اس کی بنیاد ہی کو بدل دیں ورنہ اس کا نقصان عامیہ زبان کی تعلیم اور نشر و اشاعت سے کم نہ ہوگا۔

اس سلسلہ میں مجمع کا رویہ بہت مناسب اور معتدل تھا۔

نحو و صرف کو آسان بنانے کی آواز مصر میں سب سے پہلے الجامعۃ المصریۃ (جامعۃ القاہرۃ) سے شروع ہوئی۔ پھر ۱۹۳۸ء میں وزارتِ تعلیم نے ایک کمیٹی مقرر کی اس کا صدر ڈاکٹر طہ حسین کو مقرر کیا گیا۔ اس کمیٹی نے اپنی تجاویز مجمع اللغۃ العربیۃ و دوسرے ملکوں کے مجمع اور علمی اداروں کے سامنے پیش کیں۔ بیروت میں ۱۹۴۷ء المؤتمر الثقافی کا انعقاد ہوا۔ تو یہ تجاویز اس میں بھی پیش کی گئیں اور بہت کچھ بحث اور رد و قدح کے بعد قبول کر لی گئیں۔ ان تجاویز کا خلاصہ ذیل میں ہے۔

(۱) تقدیری اور محلی اعراب سے مستغنی ہو سکتے ہیں

(۲) فعل کے ابواب میں اختصار برتا جا سکتا ہے

(۳) جملے کے دو اہم ترکیبی اجزاء مسند اور مسند الیہ ہیں اور دونوں کا حکم پیش (ــُـ) کا ہے (بعض مخصوص حالات کے سوا جملہ میں اس کے سوا جو کچھ بھی ہوں انھیں "تکملہ" شمار کیا جائے اور بعض حالات کے سوا ان کا حکم زبر (ــَـ) کا ہے۔

(۴) ندا، تعجب، تفضیل، استثناء، تحذیر، قسم، اغراء، تاکید اور نفی اور اس قسم کی دوسری چیزیں اسالیبِ بیان کی حیثیت سے سکھائی جائیں۔

(۵) صرف کے بہت سے ابتدائی ابواب کی طالب علم کو ضرورت نہیں اس لئے فعل اور اس کے مشتقات، اسم کے تثنیہ اور جمع اور بعض صیغوں تک تعلیم محدود رکھی جائے۔

ظاہر ہے کہ ان مختصر نکات میں جس کی تفصیل طویل بحث چاہتی ہے زبان کے بنیادی قواعد جمع ہو جاتے ہیں۔ ان تجاویز کے مطابق مصر کے بعض مدارس میں تعلیم دی گئی لیکن یہ تجربہ کامیاب نہ رہا۔ "یہ نحو میسّر" ایک خاص فلسفہ پر مبنی تھا جو تجربہ سے معلوم ہوا کہ ابتدائی اور ثانوی درجات کے طلباء کے ذہنی معیار سے بلند تھا مصر اور دوسرے بلادِ عربیہ میں اس کے خلاف احتجاج کیا گیا اور اس لئے ۱۹۶۱ء میں "تیسیر النحو" کی مؤتمر نے اس نصاب کو ختم کرنے کی سفارش کی۔ بہرحال نحو کو آسان بنانے کا مسئلہ بلاد عربیہ میں زیر بحث ہے

عربی رسم الخط کو آسان بنانے اور ساتھ ہی ساتھ طباعت کی ضرورتوں کا لحاظ رکھنے کا مسئلہ بھی مجمع کے سامنے رہا ہے۔

اسلام نے عربی زبان کی نشر و اشاعت میں اہم حصہ لیا ہے اور اس کا لازمی نتیجہ ہوا کہ عربی رسم الخط دور دراز ملکوں تک رائج ہو گیا بلکہ بعض جگہ تو مقامی رسم الخط کو بالکل بدل دیا۔ عربی کے علاوہ تقریباً تیس الیسی زبانیں ہیں[1] جو اسی رسم الخط میں لکھی جاتی ہیں اور ستر ملین عربوں کو شامل کرتے ہوئے اس رسم الخط میں لکھنے والوں کی تعداد تقریباً دو سو ستر ملین شمار کی جاتی ہے۔ قرآن کریم اور اسلامی ادب نے اس خط کو کچھ دینی تقدس عطا کر دیا ہے۔

عربی رسم الخط کو آسان بنانے اور طباعت کے لئے سہل بنانے کا مسئلہ جب پیش آیا تو مختلف ذہنوں نے مختلف حل نکالے۔ عربی رسم الخط کو لاطینی رسم الخط میں بدل دینے کی تجویز بھی ایک زمانہ تک بڑے شد و مد سے زیر بحث رہی

۱۹۴۴ء میں مجمع نے طے کیا عربی رسم الخط کی تسہیل تحسین اور تبدیلی میں اب تک جو خیالات پیش کئے گئے ہیں انھیں جمع کر کے شائع کر دیا جائے اس نے یہ بھی طے کیا کہ عربی تحریر کو آسان

---

[1] مجلد المجمع العلمی العربی: المجلد ۳۲

بنانے کی بہترین تجویز پر ایک ہزار مصری پاؤنڈ انعام دیا جائے گا۔ تجاویز پیش کرنے کی آخری مدت ۱۹۴۷ء تھی۔ دو سو سے کچھ اوپر تجاویز موصول ہوئیں۔ ۱۹۵۱ء میں ان تجویزوں کی تحقیق و تفتیش کے لئے مختلف کمیٹیاں تشکیل دی گئیں جن میں اراکین مجمع کے علاوہ ماہرین تحریر و طباعت بھی تھے ان کمیٹیوں کا فیصلہ یہ تھا کہ جتنی تجاویز پیش کی گئیں ہیں ان میں سے کوئی بھی مفید مطلب نہیں

جامعۃ الدول العربیۃ نے ۱۹۵۵ء میں تیسیر الکتابۃ العربیۃ کے لئے ایک کمیٹی بنائی اس کے ساتھ ملکر مجمع اللغۃ نے اور دوسرے بلاد عربیہ کے مجمع نے جو تجاویز طے کیں ان کا خلاصہ ذیل میں ہے

(۱) دستی تحریر جس طرح رائج ہے اسی طرح جاری رہے۔ اس میں ایجاز کا حسن ہے بوقت ضرورت اس میں اعراب لگائے جا سکتے ہیں۔

(۲) فی الحال ٹائپ اور ٹائپ رائیٹر کے حروف کی اصلاح کی طرف توجہ کی جائے حروف کی صورتوں کو مختصر کیا جائے۔ متداخل اور مقنطر حروف کو ترک کر دیا جائے۔

(۳) طباعت کے ساتھ اعراب لگانے کا بھی التزام کیا جائے خصوصاً درسی کتابوں میں۔

(۴) نقطوں کی مناسب جگہیں معین کی جائیں تاکہ اشتباہ کی گنجائش نہ رہے۔

(۵) اعراب صحیح جگہ پر لگائے جائیں تاکہ اشتباہ نہ رہے اس میں خطاطی کے حسن کا خیال رکھا جائے سطریں افقی نہ ہوں اور اس طرح اگر تحریر طویل ہو جائے تو حرج نہیں۔

(۶) جو آوازیں عربی میں نہیں ان کے لئے علامتیں مقرر کی جائیں۔[1]

مجمع اور لجنۃ تیسیر الکتابۃ کی ان تجاویز کے مطابق مصر نے درسی کتب میں اعراب لگانے کی

---

[1] اس سلسلہ میں مجمع اللغۃ العربیۃ کی بعض تجاویز یہ ہیں:۔ P کے لئے پ کی علامت اور V کے لئے تین نقطوں والا فاء ڤ۔ مثلاً PRUSSIA پروسیا، PINOCLE پنکل، APOLLO اپولو، POPLIN پوپلین VITAMIN ڤیتامین، VIRCHOW ڤیرکوف، VALSALVA ڤالسلفا، VIENNE ڤینا۔ G کے تلفظ کے لئے و A کے تلفظ کے لئے الف E/I/Y کے تلفظ کے لئے ی G کے تلفظ کے لئے ج اور غ کے حقہ والے الفاظ اور GY کے لاحقہ والے الفاظ جو کسی علم یا فن کی طرف دلالت کرتے ہیں، ان کو عربی میں لکھتے وقت یہ کہنا طے کیا جیسے بیولوجیۃ (BIOLOGY) مغنولیۃ (MAGNOLIA) ایک قسم کا پھول

تجویز پر عمل شروع کیا

اس کے علاوہ مجمع نے صندوق الطباعۃ العربیۃ (CASE) کے نام سے ایک تجویز پیش کی اس میں ٹائپ کے حروف کی تعداد گھٹا کر ۱۲۵ کر دی گئی تھی۔ ان صورتوں کو ٹائپ رائٹر اور مونوٹائپ میں بھی استعمال کیا جا سکتا تھا۔ مگر یہ تجویز عمل میں نہیں آئی ہے۔

لغت کی ترتیب مجمع کے بنیادی مقاصد میں سے تھا۔ حقیقت یہ ہے کہ عربی میں لغت کی کمی نہیں بلکہ اس کا اتنا ذخیرہ ہے کہ شاید کسی اور زبان میں ہو۔ لیکن قدیم لغتیں مواد کی کثرت اور معلومات کی فراوانی کے باوجود بعض لحاظ سے آج کی ضرورتیں پورا نہیں کر سکتیں۔

پچھلی صدی کے اواخر اور اس صدی میں لغت نویسی نے بحیثیت فن کے بہت ترقی کر لی ہے اور بہت سے نئے تصورات (CONCEPTS) اس سلسلہ میں سامنے آ چکے ہیں۔ اس لحاظ سے عربی میں جدید ترتیب و تدوین اور علوم و فنون کے تنوع اور توسع کے مطابق لغت کی کمی محسوس ہوتی رہی۔

زبان کی ترقی اور توسع کے سلسلہ میں مجمع کا جو خیال رہا ہے اس کی توضیح ہم پہلے کر چکے ہیں لغت کی ترتیب و تدوین کا اس سے بڑا ربط ہے۔ اراکین مجمع کا خیال ہے کہ زبان کا مواد قدیم لغات تک محدود نہیں بلکہ اور بھی مقامات ہیں جہاں سے بہت کچھ مواد لیا جا سکتا ہے۔ مثلاً علم و ادب کی کتابیں عام لوگوں کی طرز گفتگو اور روزمرہ۔ کسی قدیم لغت میں اگر کوئی لفظ نہ پایا جاتا ہو تو یہ اس بات کی دلیل نہیں کہ وہ زبان میں شامل نہیں۔ زبان مستمر اور رواں دواں ہے اس کے قدیم کو جدید اور ماضی کو حال سے علیحدہ نہیں کیا جا سکتا اور نہ ایسا کرنا چاہئے۔ زبان کسی ایک عصر یا صدی جماعت تک محدود نہیں جدید لغت کو ان تمام اصولوں پر حاوی ہونا چاہئے۔

۱۹۳۷ء ہی سے مجمع نے "تاریخی معجم" کی ترتیب و اشاعت کو اپنے بنیادی مقاصد میں شامل کر لیا تھا۔ یہ خیال غالباً آکسفورڈ ڈکشنری سے ماخوذ تھا اس مقصد کی تکمیل کے لئے عرب علمائے لغت اراکین مجمع اور مستشرقین کی ایک کمیٹی بنائی گئی اور اس کمیٹی نے جلد ہی تاریخی معجم کا خاکہ

مرتب کرلیا۔ ان دونوں مجمع کے اراکین میں جرمن مستشرق ڈاکٹر فیشر بھی شامل تھے جنھیں عربی لغات کی تدوین و ترتیب کے کام سے بڑی دلچسپی تھی۔ ان کی خواہش کے مطابق مجمع نے یہ کام انھیں سپرد کردیا اور ان کی پوری معاونت کی۔ ان کا طریق عمل یہ تھا کہ مختلف زبانوں کی عبارتوں کے نمونے اور مثالیں دے کر الفاظ کے معانی واضح کئے جائیں اور ان کے مفہوم اور مدلول میں جو تبدیلیاں ہوتی رہی ہیں ان کا مطالعہ کیا جائے۔ ڈاکٹر فیشر نے چار سال تک مسلسل محنت کی اس اثناء میں دوسری عالمگیر جنگ چھڑ گئی جس کی وجہ سے مجمع اور فیشر کے درمیان رابطہ نہ رہ سکا جنگ ختم ہوئی تو فیشر اس قابل نہ تھے کہ معجم کو مکمل کر سکتے اور ۱۹۴۹ء میں ان کی موت سے یہ کام رُک گیا۔ جو کاغذات انتقال کے بعد ملے مجمع نے انھیں ترتیب دے کر معجم فیشر کا مختصر نمونہ شائع کیا۔ مگر یہ ایک تجربہ تھا اس لئے کہ فیشر کے اوراق ناقص اور نامکمل تھے۔

تاریخی معجم کے پیش رو کی حیثیت سے اور اتنے اہم کام کی تیاری کے لئے مجمع نے طے کیا کہ پہلے تین لغتیں شائع کی جائیں ایک بسیط (المعجم الکبیر) دوسری الوسیط اور تیسری الوجیز۔

المعجم الکبیر کا کام ۱۹۴۶ء میں شروع کیا گیا اور ۱۹۵۶ء میں پانچ سو صفحات پر مشتمل ایک جزء صرف نمونے کے طور پر شائع کیا گیا۔ اس میں معانی کا تاریخی تطور اور اس کے لئے نظم و نثر کے شواہد شامل تھے۔ اس جزء کی اشاعت کا مقصد محض اہل زبان علماء لغت اور متخصصین کی رائے معلوم کرنی تھی تاکہ اس کی تکمیل میں زیادہ سے زیادہ بہتر اسلوب اختیار کیا جا سکے۔

۱۹۳۶ء میں مصر کی وزارت تعلیم نے مجمع سے خواہش ظاہر کی کہ جدید اسلوب پر متوسط معجم کی درسی لغت ترتیب دی جائے جو اپنی ترتیب، تنوع، الفاظ نکالنے کی سہولت، اسلوب اور طباعت میں دیگر زبانوں کی جدید لغتوں سے کسی طرح کم نہ ہو۔ اس لغت میں تصویریں ہوں، علوم و فنون کی اصطلاحات بھی ہوں اور بقدر ضرورت و شہرت مشاہیر عالم اور جغرافیائی مقامات پر مختصر نوٹس ہوں۔

مجمع کے لائحہ عمل میں الوسیط شائع کرنا شامل ہی تھا۔ ۱۹۴۰ء میں اس کام کو شروع کیا گیا مگر کئی

وجوہات کی بنا پر یہ کام تیزی سے آگے نہ بڑھ سکا اور لغت تیار ہو جانے کے باوجود شائع نہ ہو سکی۔ آخرکار حسن الزیات، محمد علی نجار، حامد عبدالقادر اور ابراہیم مصطفیٰ پر مشتمل ایک کمیٹی کو سارے مسودات نظر ثانی کے لئے دیئے گئے اور ۱۹۶۰ء میں یہ لغت شائع ہوئی۔

"المعجم الوسیط" کی دو جلدیں ہیں اور ۱۲۰۰ صفحات۔ تیس ۳۰ ہزار سے زیادہ مادے ہیں۔ اکثر جدید معاجم کے مقابلہ میں یہ زیادہ صحیح، دقیق اور اپٹوڈیٹ (UP-TODATE) ہے۔ لغت کے قدیم وجدید الفاظ کے علاوہ اس میں روزمرہ کے الفاظ، نئی اصطلاحات اور معرب، مولد اور محدث الفاظ کا ذخیرہ ہے۔ الفاظ کے معانی سمجھانے میں سہل زبان استعمال کی گئی ہے۔ مجمع اللغۃ نے جو الفاظ اور اصطلاحات وضع کئے ہیں وہ بھی شامل کر دیئے گئے ہیں۔ ایک مادہ کے تحت اسماء اور افعال کی ترتیب میں تجدید کی گئی۔ حسنِ معنوی کے ساتھ حسنِ صوری کا بھی پورا لحاظ رکھا گیا ہے اور وضاحت کے لئے تقریباً ۶۰۰ تصاویر ہیں۔ نامانوس اور غیر مستعمل الفاظ اور لہجوں کے اختلافات سے پیدا ہونے والے مرادف الفاظ ترک کر دیئے گئے ہیں۔ مشاہیر اور مقامات کے متعلق نوٹس بھی ترک کر دیئے گئے ہیں۔ مگر اپنی جدت ترتیب، تبویب اور مواد کے توسع اور تنوع کے لحاظ سے اہم ہے اور مجمع کا بڑا کا شری پبلیکیشن ہے۔ اس کی مقبولیت کا اندازہ اس سے ہوتا ہے کہ ۵ سال کے اندر اندر اس کے دس ہزار نسخے فروخت ہو گئے۔

عام لغتوں کے علاوہ خصوصی لغات کی ترتیب بھی مجمع کے پیش نظر تھی۔ ۱۹۴۶ء میں "معجم الفاظ القرآن الکریم" کا کام شروع کیا گیا۔ اس میں قرآن مجید کے الفاظ کے معانی اور مدلولات کے معانی بیان کئے گئے۔ ان الفاظ کی شرح کرتے ہوئے آیات میں ان کے استعمال کا لحاظ رکھا گیا ہے اور الفاظ وہی چنے گئے ہیں جو کثرت سے قرآن مجید میں استعمال ہوئے ہیں یا معنوی لحاظ سے اہم تھے۔ طویل تفسیریں، اختلافی مباحث، جغرافیائی اور تاریخی اعلام شامل نہیں کئے گئے ہیں۔ اس کی تین جلدیں شائع ہو چکی ہیں اور باقی زیر طبع ہیں۔ قرآن مجید کے الفاظ کا مطالعہ زبان کی نزاکت اور بلاغت کو سمجھنے کے لئے ضروری ہے اس لئے کہ قرآن کریم کا عربی زبان وادب پر

جو احسان ہے وہ ہمہ گیر بھی ہے اور دور رس بھی۔ اس منارہ ہدایت سے دور رہ کر کسی قسم کی تسہیل، تیسیر یا تجدید کی کوشش بار آور ہو سکے گی اور یہی مجمع کا نظریہ تھا۔

"جغرافیائی معجم" اور فلسفیانہ اصطلاحات کی لغت بھی مجمع نے ترتیب دی ہے جس کا پہلا جزء شائع ہو چکا ہے۔ ایک سال قبل جیولوجی (GEOLOGY) کی اصطلاحات شائع کی گئیں۔ مجمع کے پروگرام میں طبی علوم کی لغت اور سماجی علوم کی لغت کی ترتیب کا کام جاری ہے۔ آخر الذکر لغت کی تیاری میں یونیسکو (UNESCO) کا تعاون حاصل ہے۔

ادبی تخلیقات کی ہمت افزائی کی طرف بھی مجمع نے چند سالوں سے توجہ دی ہے بہترین ناول، افسانہ، شعر، تنقیدی کتاب، ترجمہ اور قدیم مخطوطات کی تحقیق پر انعام دیا جاتا ہے جس کی رقم تقریباً سو پاؤنڈ ہوتی ہے۔ ادبی تخلیقات اور تحقیق و ترجمہ کا معیار بلند کرنے میں ان انعامات کا اہم حصہ رہا ہے۔ یہ انعامات سارے بلاد عربیہ کے لئے عام ہیں۔

مجمع کا ایک سالانہ مجلہ بھی ہے جس میں اس کی سالانہ کارروائیاں، مختلف کمیٹیوں کی رپورٹ، مجمع کی قراردادیں اور مؤتمر میں پڑھے گئے تحقیقی مقالات اور تقریریں شائع ہوتی ہیں۔ یہ مجلہ مدت سے جاری ہے لیکن ۱۹۵۵ء سے بالالتزام ہر سال میں ایک شمارہ شائع ہوتا ہے۔

یہ ہے مجمع کی خدمات کا سرسری جائزہ؛ مجمع کے جو "فرائض" ہیں وہ اپنی نوعیت کے لحاظ سے وقت بھی چاہتے ہیں اور وقت بھی۔ اس میں عجلت اور کثرت سے زیادہ مہلت اور عمل کے معیار کی ضرورت ہے۔ مجمع نے جو الفاظ اور اصطلاحات بنائے ہیں ان کے قبولِ عام ہونے میں دقت لگے گا۔ "تخم" اپنے میں نشوونما کا جاندار عنصر ضرور رکھتے ہیں اور اسی لئے یقیناً بار آور ہوں گے۔ مجمع کی تخلیقات جو آج متعدد لغتوں میں ہیں کل تقریر و تحریر میں آئیں گے۔ روزمرہ میں استعمال ہوں گے "زبان" کا جزء بن جائیں گے۔ جو مقبول نہ ہوں گے لغتوں تک محدود ہو کر رہ جائیں گے۔ یہی زبان کا تمدن ہے اور نشوونما کی سنت!

مجمع کا مطمع نظر کیا ہے اسے مجمع کے سکرٹری ڈاکٹر ابراہیم مدکور کے الفاظ میں سنئے "مجمع" اپنے

وجوہات کی بنا پر یہ کام تیزی سے آگے نہ بڑھ سکا اور لغت تیار ہو جانے کے باوجود شائع نہ ہو سکی۔ آخر کار حسن الزیات، محمد علی نجار، حامد عبدالقادر اور ابراہیم مصطفیٰ پر مشتمل ایک کمیٹی کو سارے مسودات نظر ثانی کے لئے دیئے گئے اور ۱۹۶۰ء میں یہ لغت شائع ہوئی۔

"المعجم الوسیط" کی دو جلدیں ہیں اور ۱۲۰۰ صفحات۔ تیس ہزار سے زیادہ مادے ہیں۔ اکثر جدید معاجم کے مقابلہ میں یہ زیادہ صحیح، دقیق اور اپ ٹو ڈیٹ (UP.TODAT E) ہے۔ لغت کے قدیم وجدید الفاظ کے علاوہ اس میں روزمرہ کے الفاظ، نئی اصطلاحات اور معرب، مولد اور محدث الفاظ کا ذخیرہ ہے۔ الفاظ کے معانی سمجھانے میں سہل زبان استعمال کی گئی ہے۔ مجمع اللغۃ نے جو الفاظ اور اصطلاحات وضع کئے ہیں وہ بھی شامل کر دیئے گئے ہیں۔ ایک مادہ کے تحت اسماء اور افعال کی ترتیب میں تجدید کی گئی۔ حسنِ معنوی کے ساتھ حسنِ صوری کا بھی پورا لحاظ رکھا گیا ہے اور وضاحت کے لئے تقریباً ۶۰۰ تصاویر ہیں۔ نامانوس اور غیر مستعمل الفاظ اور لہجوں کے اختلافات سے پیدا ہونے والے مرادف الفاظ ترک کر دیئے گئے ہیں۔ مشاہیر اور مقامات کے متعلق نوٹس بھی ترک کر دیئے گئے ہیں۔ مگر اپنی جدت ترتیب، تہذیب اور مواد کے توسع اور تنوع کے لحاظ سے اہم ہے اور مجمع کا بڑا کانٹری بیوشن ہے۔ اس کی مقبولیت کا اندازہ اس سے ہوتا ہے کہ ۵ سال کے اندر اندر اس کے دس ہزار نسخے فروخت ہو گئے۔

عام لغتوں کے علاوہ خصوصی لغات کی ترتیب بھی مجمع کے پیش نظر تھی۔ ۱۹۴۶ء میں "معجم الفاظ القرآن الکریم" کا کام شروع کیا گیا۔ اس میں قرآن مجید کے الفاظ کے معانی اور مدلولات کے معانی بیان کئے گئے۔ ان الفاظ کی شرح کرتے ہوئے آیات میں ان کے استعمال کا لحاظ رکھا گیا ہے اور الفاظ وہی چنے گئے ہیں جو کثرت سے قرآن مجید میں استعمال ہوئے ہیں یا معنوی لحاظ سے اہم تھے۔ طویل تفسیریں، اختلافی مباحث، جغرافیائی اور تاریخی اعلام شامل نہیں کئے گئے ہیں۔ اس کی تین جلدیں شائع ہو چکی ہیں اور باقی زیر طبع ہیں۔ قرآن مجید کے الفاظ کا مطالعہ زبان کی نزاکت اور بلاغت کو سمجھنے کے لئے ضروری ہے اس لئے کہ قرآن کریم کا عربی زبان وادب؛

جو احسان ہے وہ ہمہ گیر بھی ہے اور دور رس بھی۔ اس منارہ ہدایت سے دور رہ کر کسی قسم کی تسہیل تیسیر یا تجدید کی کوشش بار آور نہ ہو سکے گی اور یہی مجمع کا نظریہ تھا۔

"جغرافیائی معجم" اور فلسفیانہ اصطلاحات کی لغت بھی مجمع نے ترتیب دی ہے جس کا پہلا جزء شائع ہو چکا ہے۔ ایک سال قبل جیولوجی (GEOLOGY) کی اصطلاحات شائع کی گئیں مجمع کے پروگرام میں طبی علوم کی لغت اور سماجی علوم کی لغت کی ترتیب کا کام جاری ہے۔ آخر الذکر لغت کی تیاری میں یونیسکو (UNESCO) کا تعاون حاصل ہے۔

ادبی تخلیقات کی ہمت افزائی کی طرف بھی مجمع نے چند سالوں سے توجہ دی ہے بہترین ناول، افسانہ، شعر، تنقیدی کتاب، ترجمہ اور قدیم مخطوطات کی تحقیق پر انعام دیا جاتا ہے جس کی رقم تقریباً سو پاؤنڈ ہوتی ہے۔ ادبی تخلیقات اور تحقیق و ترجمہ کا معیار بلند کرنے میں ان انعامات کا اہم حصہ رہا ہے۔ یہ انعامات سارے بلاد عربیہ کے لئے عام ہیں۔

مجمع کا ایک سالانہ مجلہ بھی ہے جس میں اس کی سالانہ کارروائیاں، مختلف کمیٹیوں کی رپورٹ، مجمع کی قراردادیں اور مؤتمر میں پڑھے گئے تحقیقی مقالات اور تقریریں شائع ہوتی ہیں۔ یہ مجلہ مدت سے جاری ہے لیکن ۱۹۵۵ء سے بالالتزام ہر سال میں ایک شمارہ شائع ہوتا ہے۔

یہ ہے مجمع کی خدمات کا سرسری جائزہ! مجمع کے جو "فرائض" ہیں وہ اپنی نوعیت کے لحاظ سے وقت بھی چاہتے ہیں اور وقت بھی۔ اس میں عجلت اور کثرت سے زیادہ مہلت اور عمل کے معیار کی ضرورت ہے۔ مجمع نے جو الفاظ اور اصطلاحات بنائے ہیں ان کے قبولِ عام ہونے میں وقت لگے گا۔ "یہ تخم" اپنے میں نشوونما کا جاندار عنصر ضرور رکھتے ہیں اور اسی لئے یقیناً بار آور ہوں گے۔ مجمع کی یہ تخلیقات جو آج متعدد لغتوں میں ہیں کل تقریر و تحریر میں آئیں گے۔ روزمرہ میں استعمال ہوں گے اور "زبان" کا جزء بن جائیں گے۔ جو مقبول نہ ہوں گے لغتوں تک محدود ہو کر رہ جائیں گے۔ یہی زبان کا دستور ہے اور نشوونما کی سنت!

مجمع کا مطمح نظر کیا ہے اسے مجمع کے سکرٹری ڈاکٹر ابراہیم مذکور کے الفاظ میں سنیئے "مجمع" اپنے